قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

بدھ 31 مارچ 2021ء | 17 شعبان 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:77

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُهٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰکِنَّ اللّٰهَ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (النور: 22)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ تو یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہو تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہوسکتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر کوئی بُرا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔

(ترمذی کتاب البرّ و الصلۃ باب فی معاشرۃ الناس)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

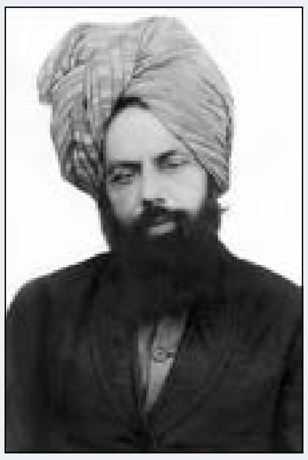

نفس تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نفس امارہ ایک لوامہ اور تیسرا مطمئنہ۔ پہلی حالت میں تو صُمٌّ بُکۡمٌ ہوتا ہے۔ کچھ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا کہ کدھر جا رہا ہے۔ امارہ جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو معرفت کی ابتدائی حالت میں لوامہ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور گناہ اور نیکی میں فرق کرنے لگتا ہے گناہ سے نفرت کرتا ہے مگر پوری قدرت اور طاقت عمل کی نہیں پاتا۔ نیکی اور شیطان سے ایک قسم کا جنگ ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کبھی یہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ وہ حالت آ جاتی ہے کہ یہ مطمئنہ کے رنگ میں آ جاتا ہے اور پھر گناہوں سے نری نفرت ہی نہیں ہوتی بلکہ گناہ کی لڑائی میں یہ فتح پا لیتا ہے اور ان سے بچتا ہے اور نیکیاں اس سے بلا تکلّف صادر ہونے لگتی ہیں۔ پس اس اطمینان کی حالت پر پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے لوامہ کی حالت پیدا ہو اور گناہ کی شناخت ہو۔ گناہ کی شناخت حقیقت میں بہت بڑی بات ہے جو اُس کو شناخت نہیں کرتا اس کا علاج نبیوں کے پاس نہیں ہے۔

[(البدر سے) ’’یہ بات غلط ہے کہ کسی نبی یا ولی کے پاس جانے سے ایک دم میں ہی ایک پھونک سے سب کچھ ہوجاتا ہے اور وہ ہدایت پا تا ہے۔ ہدایت تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے یہ نہ نبی کا کام ہے نہ کسی اَور کا‘‘ (البدر جلد 2 نمبر 7 صفحہ 52 مورخہ 6/مارچ 1903ء)]

نیکی کا پہلا دروازہ اسی سے کھلتا ہے (کہ) اوّل اپنی کورانہ زندگی کو سمجھے اور پھر بُری مجلس اور بُری صحبت کو چھوڑ کر نیک مجلس کی قدر کرے۔ اس کا یہی کام ہونا چاہیے کہ جہاں بتایا جائے کہ اس کے مرض کا علاج ہو گا وہ اس طبیب کے پاس رہے اور جو کچھ وہ اس کو بتاوے اس پر عمل کرنے کے لیے ہمہ تن تیار ہو۔ دیکھو بیمار جب کسی طبیب کے پاس جاتا ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ طبیب کے ساتھ ایک مباحثہ شروع کر دے بلکہ اس کا فرض یہی ہے کہ وہ اپنا مرض پیش کرے اور جو کچھ طبیب اس کو بتائے اس پر عمل کرے۔

[(البدر سے) ’’اگر علاج اچھا ہو تو اس کے پاس رہے ورنہ نہیں۔ کیا اگر ایک بچہ ابتدا ہی میں اُستاد سے الف پر بحث کرے کہ یہ الف کیوں ہے تو وہ کیا حاصل کرے گا یہ تو بدبختی کی نشانی ہے۔‘‘ (حوالہ ایضاً ایضاً)]

اس سے وہ فائدہ اُٹھائے گا۔ اگر اُس کے علاج پر جرح شروع کر دے تو فائدہ کس طرح ہو گا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 94تا96۔ ایڈیشن 1984ء)

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

شیطان انسان کا ازل سے دشمن ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ اس لئے نہیں کہ اس میں ہمیشہ رہنے کی کوئی طاقت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ انسان کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اسے یہ اختیار دیا تھا کہ وہ آزاد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس کے بندے شیطان کے حملے سے محفوظ رہیں گے۔ شیطان کی یہ دشمنی کوئی کھلی دشمنی نہیں ہے کہ سامنے آ کر لڑ رہا ہے۔ بلکہ وہ مختلف حیلوں بہانوں سے، مکر و فریب سے، دنیاوی لالچوں کے ذریعہ سے انسان کی اَناؤں کو ابھارتے ہوئے انسانوں کو نیکیوں سے دُور لے جاتا ہے اور برائیوں کے قریب کرتا ہے۔ شیطان نے خدا تعالیٰ کو کہا تھا کہ جس فطرت کے ساتھ تُو نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جس طرح اس کی یہ فطرت ہے کہ دونوں طرف مڑ سکتا ہے تو اس کو میں اپنے پیچھے چلاؤں گا کیونکہ برائیوں کی طرف اس کا زیادہ رخ ہو گا۔ اگر تو مجھے اجازت دے تو میں ہر راستے سے اس پر حملہ کروں گا۔ ہر راستے سے اس کو بہکاؤں گا۔ اور سوائے وہ جو تیرے حقیقی بندے ہیں، خالص بندے ہیں تو وہ میرے حملے سے بچیں گے۔ ان پر تو میرا کوئی مکر، کوئی حملہ کارگر نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ اکثریت میرے قدموں پر چلے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی اور ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ جو تیرے پیچھے چلنے والے ہوں گے

بقیہ صفحہ 6 پر

اس شمارہ میں

- یہ وصل ہوا کہ وصال ہوا (منظوم)
- رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ (القرآن)
- حضرت برکت بی بیؓ صحابیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
- عظیم ہجرت

دربارِ خلافت

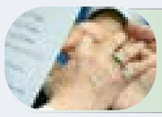

پس ایمان کی سلامتی بھی خدا تعالیٰ کی رحمت سے ملتی ہے، خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے۔ اس لئے ایک عاجز بندہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلبگار رہتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں اور ہم اس یقین پر اور ایمان پر قائم ہیں کہ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں کیونکہ ہر آن اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت ہم آپ کے شاملِ حال دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپ سے وعدے کئے اُنہیں ہم نے پورا ہوتے دیکھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا آپ سے سلوک ہمارے ایمان اور یقین میں مزید پختگی پیدا کرتا ہے۔ بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی جن باتوں کی آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنی جماعت کو اطلاع دی اور ہمیں بتایا ہم اُن باتوں کو بھی پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے نبوت کا مقام عطا فرمایا۔ لیکن ایسی نبوت جو غیر تشریعی نبوت ہے، ظلّی نبوت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی ہونے کی ایک معراج ہے۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے کہ آپ کا اُمّتی آپ کے انتہائی عشق اور غلامی کی وجہ سے نبوت کا اعزاز پا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے مخالف مسلمانوں کے دوسرے فرقے اپنے علماء کے غلط رنگ میں اس مقامِ نبوت کی تشریح کی وجہ سے احمدیوں کے خلاف جب موقع ملے، جہاں موقع ملے، نہ صرف آوازیں اُٹھاتے رہتے ہیں بلکہ جس حد تک تکلیف پہنچا سکتے ہیں پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس مخالفت میں بعض اوقات تمام حدوں کو پار کر جاتے ہیں۔ بہر حال جماعتیں جب ترقی کرتی ہیں، پھیلتی ہیں تو اس ترقی کو دیکھ کر مخالفین کھلی دشمنیاں کر کے اپنی طاقت کے استعمال سے اور اُن سہاروں کے استعمال سے جن کو وہ بہت طاقتور اور قدرت والا سمجھتے ہیں، اِس ترقی کو روکنے کی ہر طرح کوشش کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اندر ہی اندر مختلف طریقوں سے کمزور ایمان والوں کو کم تربیت یافتہ کو یا کچے ذہنوں کو جو جوانی کی عمر میں پہنچنے والے ہوتے ہیں یا جوانی کی عمر میں قدم رکھا ہوا ہوتا ہے، بڑی چالاکی سے اپنی باتوں کے جال میں پھنسانے کی کوشش کر کے انہیں حق سے دور لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو ایک تو اپنے دینی علم میں اضافے کی کوشش کرنی چاہئے، اُس کو پتہ ہونا چاہئے مَیں کیا ہوں؟ کون ہوں؟ اور کیوں ہوں؟ تا کہ ایسے چھپے دشمنوں کا جواب دے سکیں۔ دوسرے سب سے بڑھ کر یہ کہ ایمان کی سلامتی کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے کہ اُس کے فضل کے بغیر کوئی بھی کام نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی مضبوطی کے لئے ہر قسم کے ٹیڑھے پن سے بچنے کے لئے یہ دعا بھی سکھائی ہے کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران: 9) کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں ہدایت دے، ہمیں ہدایت دینے کے بعد کبھی ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے اور اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت عطا کرنے والا ہے۔

پس ایمان کی سلامتی بھی خدا تعالیٰ کی رحمت سے ملتی ہے، خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے۔ اس لئے ایک عاجز بندہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلبگار رہتا ہے اور رہنا چاہئے۔ بعض لوگ بعض دفعہ مجھے خط بھی لکھ دیتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی نہ کہو یا لوگوں کے سامنے اس کا اظہار نہ کیا جائے تو کیا حرج ہے؟ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ہی اس قسم کی باتیں ہوتی تھیں کہ اس سے جو مخالفت ہے اس میں کمی آ جائے گی۔ اِس لئے اگر یہ لفظ نہ استعمال کیا جائے تو کیا حرج ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ: ’’جو امور سماوی ہوتے ہیں اُن کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے‘‘ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا جو بیان ہوگیا اور بقیہ صفحہ 6 پر

یہ وصل ہوا کہ وصال ہوا

جب اپنا سُر پاتال ہوا
تب وحی نفس انزال ہوا

اک وصل کے خواب میں کھو جانا
یہ وصل ہوا کہ وصال ہوا

تھا دکھ اپنی پیدائش کا
جو لذت میں انزال ہوا

کن ہاتھوں کی تعمیر تھا میں
کن قدموں سے پامال ہوا

بن عشق اسے کیونکر جانو
جو عشق سراپا حال ہوا

اس وقت کا کوئی انت نہیں
یہ وقت تو ماہ و سال ہوا

وہی ایک خلش نہ ملنے کی
ہمیں ملتے دسواں سال ہوا

ہر اچھی بات پہ یاد آیا
اک شخص عجیب مثال ہوا

ہر آن تجلّی ایک نئی
لکھ جانا میرا کمال ہوا

کس بات کو کیا کہتا تھا میں
تم کیا سمجھے یہ ملال ہوا

تم کیسی باتیں کرتے ہو
اے یار صغیر ملال ہوا

کل رات سمندر لہروں پر
دیوانوں کا دھمّال ہوا

اک رانجھا شہر کراچی میں
اک رانجھا جھنگ سیال ہوا

عبید اللہ علیم

یہ زندگی ہے ہماری۔ ویراں سرائے کا دیا صفحہ 77-79

اداریہ

رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ (القرآن)

رحمت اور عذاب کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے انتہا مقامات پر کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جہاں قرآن میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور انعامات و افضال کا ذکر آئے تو وہ رحمٰن و رحیم خدا سے مانگنی چاہئیں اور جہاں عذاب کا ذکر ہو وہاں اس سے پناہ مانگی جائے۔

رحمت، اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں رحمٰن اور رحیم سے مشتق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں سب سے پہلے اپنی صفات رحمٰن اور رحیم ہی بیان فرمائی ہیں جیسے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ (فاتحہ) گویا اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور انعام و افضال کا ذکر رحمٰن اور رحیم سے ہی شروع ہوتا ہے۔ ان دو صفات کی تشریح میں لکھا ہے۔

i۔ الرحمٰن۔ بِن مانگے دینے والا خدا۔ یعنی انسانوں اور ذی روح کے لئے ایسی ضروریات خود ہی مہیا فرمادیں جو اس کی بقا کے لئے ضروری ہیں۔ جیسے آسمان، زمین، پانی اور ہوا وغیرہ۔

ii۔ الرحیم۔ بار بار رحم کرنے والا خدا یعنی وہ بالا ہستی جس کے آگے دست دعا پھیلایا جائے، مانگا جائے، سجدوں میں دعائیں کی جائیں جن کو وہ قبول کرکے اپنی مخلوق (جو اس کی عیال ہے) کو بار بار نوازے۔

حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے اپنے ترجمہ قرآن میں 114 بار (سورتوں کے اعتبار کے حوالہ سے) الرحمٰن الرحیم کے مختلف معانی کئے ہیں جو خاکسار نے اکٹھے کرواکر روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں شائع بھی کروادیئے تھے۔ ان تراجم کو دیکھ اور پڑھ کر اس بالا ہستی کے بلند مقام کا علم ہوتا ہے اور اس کے لئے اللہ اکبر کہنے اور تسبیح و تحمید کرنے کو بار بار دل کرتا ہے۔

احادیث میں بھی رحم مانگنے کی بہت سی دعائیں ملتی ہیں۔ رمضان کے پہلے عشرہ کا نام بھی رحمت کا عشرہ رکھ کر یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ صفات باری تعالیٰ کا آغاز رحمٰن اور رحیم صفات سے ہوتا ہے اور ہمیں اللہ جو رحیم ہے سے ہمیشہ اس کی رحمت کا طلبگار رہنا چاہیے۔

اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعاؤں کا احاطہ کیا جائے تو آپ کی بے شمار دُعاؤں میں رحم طلب کرنے کی دعائیں ملتی ہیں۔ بلکہ بعض الہامی دعائیں بھی ہیں ۔ جیسے 31 مئی 1903ء کو یہ الہامی دُعا القا ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡ (تذکرہ صفحہ 392) اے اللہ! رحم فرما

4 اپریل 1907ء کو یا اللہ رحم کر (تذکرہ صفحہ 601) الہام ہوئی۔

30 ستمبر 1907ء کو یہ دُعا الہام ہوئی:

رَبِّ ارۡحَمۡنِیۡ اِنَّ فَضۡلَکَ وَ رَحۡمَتَکَ یُنۡجِیۡ مِنَ الۡعَذَابِ
(تذکرہ صفحہ 621)

کہ اے میرے رب! مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے نجات دیتے ہیں۔

سورۃ الاعراف آیت 157، 158 میں رحمت کے بارہ میں ایک لاجواب مضمون بیان ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب اور اپنی رحمت میں کمال اعلیٰ ظرف کے مطابق فرق فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ کہ میں اپنے عذاب کو جس پر چاہوں وارد کروں اور میری رحمت تو ہر چیز پر حاوی ہے۔ گویا عذاب محدود کے لئے ہے اور رحمت کا دائرہ ساری کائنات پر محیط ہے جس میں جاندار اور بے جان روحیں بھی شامل ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ تفسیر صغیر میں اس آیت کے الفاظ »فَسَاَکۡتُبُہَا کہ میں اِسے ان لوگوں کے لئے لکھ چھوڑوں گا« کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں »یعنی رحمت کافروں کو بھی پہنچے گی مگر مومنوں کے لئے تو اسے فرض کر دیا ہے«۔

پھر رحمت کے وسعت کے ذکر کے معاً بعد ان متقی لوگوں کا ذکر ہے جو اپنے نیک اور طیب اعمال سے اس رحمت کو اپنی طرف کھینچنے والے ہوں گے۔ جو یہ ہیں

i۔ یَتَّقُوۡنَ۔ جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

ii۔ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ۔ وہ جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔

iii۔ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ یعنی وہ ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

iv۔ اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ یعنی جو اس رسول نبی امی (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) پر ایمان لاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نبی امی کی تشریح میں بعض علامات کا ذکر فرما کر مومنوں کو ان کی پیروی کی تلقین فرمائی۔ تا ان پر عمل کرکے اللہ کی وسیع رحمت سے حصہ دار بن سکیں۔

یَاۡمُرُہُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۔ کہ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے۔

وَیَنۡہٰہُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ۔ کہ وہ انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے۔

وَیُحِلُّ لَہُمُ الطَّیِّبٰتِ۔ کہ وہ ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے۔

وَیُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ۔ کہ ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے۔

وَیَضَعُ عَنۡہُمۡ اِصۡرَہُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡہِمۡ۔ کہ وہ ان سے اُن کے بوجھ اور طوق اُتار دیتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔

اور آیت کے اخیر پر فرمایا کہ

فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ۔ وہ لوگ اس (نبی) پر ایمان لاتے ہیں۔

وَعَزَّرُوۡہُ۔ اور اُسے عزت دیتے ہیں۔

وَنَصَرُوۡہُ۔ اور اس کی مدد کرتے ہیں۔

وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ اور اس نور (قرآن کریم) کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اُتارا گیا ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے نور سے مراد سنت نبوی بھی لی ہے۔

(فٹ نوٹ آیت متذکرہ بالا ترجمہ قرآن صفحہ 384)

گویا یہ نیکیوں کے 13 کام ہیں جو آنحضور ﷺ کے بالواسطہ یا بلا واسطہ کرنے سے ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا وارث ٹھہراتے ہیں۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اللہ کی رحمت سے مالا مال ہونے اور اپنے اور اپنی نسلوں کو بھی اس سے وافر حصہ دلوانے کے لئے اوپر بیان کردہ 13 نیکی کے کاموں کو روزانہ حرزِ جان بنائیں بالخصوص اپنے سب سے پیارے نبی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں تا خدا کا قرب بھی حاصل ہو اور اس کی رحمت کے جلو میں زندگی بسر کرکے کامیاب و کامران اور نہال و بامراد ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو شخص بھی اپنے رب پر ایمان لاتا ہے۔ ’’فَلَا یَخَافُ بَخۡسًا وَّلَا رَہَقًا‘‘ (الجنّ:14) اس کو نہ بخس کا کوئی خوف رہتا ہے اور نہ رہق کا کوئی خوف رہتا ہے۔

بخس کے معنے ہیں ظلم کرکے کسی کو نقصان پہنچانا مگر جو شخص مومن ہوتا ہے اس کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور جس طرح دوسرے مذاہب کا عقیدہ ہے کہ ایک دفعہ جنّت میں لے جائے جانے کے بعد پھر جنّت سے نکال دیا جائے گا۔ شریعت محمدیہ پر ایمان لانے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے نتیجہ میں وہ جنّت نہیں ملتی جس سے انسان نکالا جاتا اور دھتکار دیا جاتا ہے اور اُسے یہ کہا جاتا ہے کہ پھر از سر نو کوشش کرو اگر تم مستحق ٹھہرے تو تمہیں جنت مل جائے گی۔

پس اگر عارضی جنت کا عقیدہ درست ہو تو پھر یہ بَخۡسًا ہے۔ انسانی فطرت یہ کہتی ہے کہ اُس پر ظلم ہوگیا کیونکہ انسان کی طاقتیں محدود تھیں اور اُسے محدود زمانہ دیا گیا اگر تو غیر محدود زمانہ دیا جاتا تو پھر غیر محدود عمل ممکن ہوتے اور غیر محدود جنت ہو جاتی اور آپس میں کلیش (CLASH) ہو جاتا کیونکہ دو غیر محدود تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے سر ٹکرا دینے تھے۔ جو عقلاً درست نہیں ہے مضمون دقیق ہے مگر جو سمجھنے والے ہیں وہ سمجھ جائیں گے دو غیر محدود ایک دوسرے کا نتیجہ نہیں ہو سکتے کیونکہ نتیجہ انتہاء ہوتا ہے۔ غیر محدود ابتلاء اور امتحان کا زمانہ اور غیر محدود جزاء اور جنت۔ یہ بات عقل میں نہیں آتی۔

پس اگر غیر محدود جنتیں ہیں جن کی انتہاء کوئی نہیں تو عمل محدود ہی ہونے تھے اور جنت غیر محدود ہو گی، رحمتِ الٰہی غیر محدود ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ
(الاعراف: 157)

خدا تعالیٰ کی رحمت کے مقابلے میں زمانہ کیا چیز ہے۔ یہ تو اس کی ایک پیداوار ہے لیکن اس کی رحمت کی موجیں تو اس کی ہر پیداوار کے اُوپر سے گزر رہی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر چیز اور ہر مخلوق کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

لیکن ہماری فطرت اور ہماری شریعت ہر دو ہمیں یہی کہتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہر چیز کے اوپر حاوی ہے۔ اس واسطے کہ اگر ہماری فطرت یہ نہ کہتی تو محدود عمل کی غیر محدود جزاء کی توقع اور اُمید ہم کیسے رکھتے۔ خدا تعالیٰ نے ہماری فطرت کے اندر یہ ڈالا ہے کہ یہ تو ٹھیک ہے تمہیں تھوڑی عمر دی گئی ہے، تمہیں تھوڑے وسائل دیئے گئے ہیں لیکن تمہیں ایک بشارت دے دیتے ہیں کہ اگر تم اپنی اس تھوڑی زندگی میں، اس چھوٹی زندگی میں، خلوصِ نیت کے ساتھ اور کامل توحید پر قائم ہو کر اور شرک کے ہر پہلو سے بچتے ہوئے محدود عمل کروگے تو تمہیں غیر محدود جزاء مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں بھی یہی رکھا ہے اور شریعت سے بھی یہی کہلوایا ہے۔

پس یہ اسلامی شریعت ایسی شریعت ہے کہ جو آدمی اس پر ایمان لاتا ہے اُسے یہ خطرہ لاحق نہیں ہوتا کہ اس پر ظلم ہو گا اور وہ گھاٹے اور نقصان میں رہے گا۔

قرآن کریم نے مختلف پہلوؤں سے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے اور بڑے پیارے رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ قرآن کریم نے بقیہ صفحہ 7 پر

عظمیٰ ربانی۔ یو۔کے

حضرت برکت بی بیؓ صحابیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت برکت بی بیؓ صاحبہ، حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ صاحب آف لاہور کی اہلیہ اور حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب کی والدہ تھیں۔ حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ صاحب 313 صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے تھے جنہوں نے 7فروری 1892ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی (تاریخِ احمدیت جلد 23، ص 643)۔ حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیلؓ صاحب خاکسار کے دادا جان اور حضرت برکت بی بیؓ صاحبہ پڑدادی جان ہیں۔ حضرت برکت بی بیؓ صاحبہ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں بے حد مختصر معلومات جماعت کے لٹریچر میں موجود ہیں جو کہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب (جن کی آپ چچی لگتی تھیں) نے اخبار الحکم 1911 کے شمارے میں شائع کی تھیں۔

مضمون لکھنے کا مقصد قارئین کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک مخلص صحابیہ کی سادہ اور روزمرہ زندگی کی ایک جھلک پیش کرنا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے کی خواتین کتنے سخت حالات سے گذریں مگر دعاؤں کے ساتھ صبر اور قناعت کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ دادا جان کو اپنے ننھیال کے بارے میں اتنی معلومات نہیں تھیں۔ اپنی والدہ ماجدہ کے بارے میں آپؓ نے اپنی ڈائری میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس کو آپ کے الفاظ میں من وعن پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں وضاحت کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی یہ ڈائری ہمارے پاس محفوظ ہے۔

تعارف

دادا جان نے بیان کیا کہ والدہ مرحومہ کا نام برکت بی بی تھا۔ درمیانہ قد کی عورت تھیں۔ رنگ گندمی تھا۔ نقش فراخ تھے۔ صورت نہایت حلیم، بردبار تھی۔ لباس نہایت سادہ ہوا کرتا تھا۔ ایک سرخ رنگ کا دوپٹہ ململ کا، موٹے کپڑے کا کرتا اور سادے کپڑے کی شلوار اکثر زیب تن کیا کرتی تھیں۔ زبان میں مٹھاس تھی۔ جس عورت سے ایک بار ملاقات ہوتی وہی ان سے محبت کرتی تھی اور پھر ملاقات کی خواہش کرتی تھی۔ انہیں کسی سہیلی کے گھر جانے کی عادت نہ تھی۔ سہیلیوں کا دائرہ نہایت محدود تھا۔ کم از کم میں نے کبھی انہیں کسی کے گھر جاتے نہ دیکھا۔ ان کی تعلیم صرف قرآنِ کریم ناظرہ پڑھنے تک ہی محدود تھی اور وہ لکھ پڑھ نہیں سکتی تھیں۔

والدہ مرحومہ گاؤں کی رہنے والی سیدھی سادی عورت تھیں اور والد صاحب کی نہایت فرمانبردار تھیں۔ والد صاحب کو ریلوے ڈیپارٹمنٹ میں غالبًا پندرہ روپے کی جگہ ملی۔ پندرہ روپے اس زمانے میں ایک ایسی رقم تھی جس میں اچھی طرح گذارا ہوسکتا تھا چنانچہ والد صاحب نے دو تین یتیم بھتیجیوں کی بھی پرورش کی اور عرصہ تک انہیں اپنے ساتھ رکھا۔ والدہ صاحبہ نے کبھی ان کی موجودگی کا برا نہیں منایا۔ آپؓ والد صاحب کو مخاطب کرتے وقت اسماعیل دے بابا جی کہہ کر بلاتی تھیں۔

صوم وصلوٰۃ کی پابند

آپؓ نماز روزے کی پابند تھیں۔ عام طور پر بیٹھ کر ہی نماز پڑھا کرتی تھیں۔ تلاوت قرآنِ کریم نہایت دھیمی آواز میں کیا کرتی تھیں اور نماز پڑھنے اور تلاوت کرنے کے بعد دعا مانگتیں اور میرے اور میرے بھائیوں کے منہ پر پھونک مار دیتی تھیں اور ذرا بلند آواز سے جو سنی جاسکے دعا کیا کرتیں کہ الٰہی بچوں کو عمر عطا کر، نیک بنا، کسی کا محتاج نہ کرنا اور مجھے ان کے بابا جی کے ہاتھوں اس دنیا سے رخصت کرنا۔ نماز پڑھتے وقت وہ گھونگھٹ نکال لیا کرتیں تھیں۔ کثرتِ نماز اور نوافل کی ادائیگی کے باعث ماتھے پر نشان بھی تھا۔

دادا جان نے بیان کیا کہ مجھے تپ محرقہ ہوا لیکن یہ یاد نہیں کہ کیسے ہوا اور کتنے روز رہا کیونکہ مجھ پر بے ہوشی کی حالت طاری رہی والدہ صاحبہ نے مجھے بتایا کہ آٹھ نو روز رہا۔ اتنا معلوم ہے جب کبھی مجھے تھوڑی سی بھی ہوش آتی تو میں والدہ مرحومہ کو اپنے سرہانے بیٹھے ہوئے دیکھتا۔ جب بھی میں آنکھیں کھولتا تو وہ مجھے پیشانی پر بوسہ دیتی۔ اور دعائیں دیتی تھیں۔ اور والد صاحب قریب ہی بوریا پر نماز پڑھتے تھے اور میری صحت یابی کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ میری آنکھیں کھولنے کا آخری سبب یہ تھا کہ بخار تو اتر ہی چکا تھا میں کمزوری کی حالت میں آنکھیں بند کر کے پڑا ہوا تھا۔ اچانک میرے منہ پر قطرے گرے اور میری آنکھیں کھل گئیں۔ معلوم ہوا کہ میری والدہ مرحومہ اس وقت میرے منہ پر ٹکٹکی لگا کر بیٹھی ہوئیں تھیں اور رو رو کر دعا کر رہی تھیں۔ میرے آنکھیں کھولنے پر والدہ مرحومہ نے یہ کہنا شروع کیا ’’میں واری میں صدقے میرے پتّر نے اکھّاں کھول لیاں نے اسمٰعیل دے بابا دیکھو ہن تے اکھّاں کھول لیاں نیں۔ (میں قربان جاؤں میرے بیٹے نے آنکھیں کھول دی ہیں، اسماعیل کے ابّا اب تو آنکھیں کھول لی ہیں)۔ والد صاحب مرحوم نے سلام پھیرا۔ میرے منہ پر پیار سے ہاتھ پھیرا، چوما اور الحمد للہ کہا۔ والدہ مرحومہ بتایا کرتی تھیں کہ اس بیماری کے دوران میں لگاتار تمہارے پاس ہی بیٹھی رہتی تھی۔ یعنی آٹھ نو روز تک آرام نہیں کیا بیٹھے بیٹھے ہی نیند پوری کر لیتی تھی۔

قناعت پسندی

والدہ صاحبہ نہایت غریب اور خاموش طبیعت عورت تھیں۔ قناعت اور صبر ان میں بے انتہا تھا۔ آپ نے اپنے شوہر (حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ آف لاہور) کو اپنی ضروریات کے لئے کبھی تنگ نہیں کیا اور نہ ہی کسی چیز کے لئے بضد ہو کر فرمائش کرتی تھیں بلکہ والد صاحب اپنی بساط کے مطابق جو موٹا کپڑا لا کر دیتے اسے کشادہ دلی سے قبول کرتیں اور دعا دیتیں۔ کھدّر کے رنگے ہوئے کپڑوں میں گذارا کرتیں۔ سردی کے دنوں میں کچھ اوقات تو چولہے کے سامنے کھانا پکانے میں گزر جاتے تھے باقی حصہ والد صاحب کے دفتر جانے کے بعد دھوپ میں گذارتیں۔ والدہ صاحبہ کام سے فارغ ہو کر چرخا بھی کاتا کرتی تھیں۔ نئی اور پرانی روئی دونوں سے کام لیتی تھیں۔ دری وغیرہ بنا لیا کرتی تھیں۔ گھر کے پارچات کا دھونا اور دیگر خانہ داری کے امور نہایت خاموشی سے سرانجام دیا کرتی تھیں۔ چاندی کے شاید ایک دو زیور تھے۔ باقی کا تمام زیور مکان بنانے پر لگا دیا جس پر کسی رشتے دار نے قبضہ کر لیا تھا۔

آپؓ اپنے دکھ درد کا حال والد صاحب سے بھی بیان نہیں کیا کرتی تھیں۔ بہت لاچار ہو جاتیں تو لیٹ جاتیں اور والد صاحب کو پتہ چل جاتا ورنہ معمولی بخار، سر درد یا دوسری جسمانی تکلیف کا وہ پتہ ہی نہیں لگنے دیتی تھیں بلکہ اسی حالت میں گھر کا کام کاج کرتی رہتی تھیں۔ انہیں زکام کی شکایت ہوئی مگر عرصہ تک والد صاحب کو نہ بتایا نتیجہ یہ ہوا کہ زکام بگڑ گیا اور ساتھ کبھی کبھی دردِ شقیقہ کی تکلیف ہو جاتی تھی۔ عام طور پر سر کے دائیں حصہ میں درد ہوتا تھا۔ اس سے بہت بے قرار ہو جاتیں مگر گھر کا کام نہ چھوڑتی تھیں۔ والد صاحب بھی اکثر گھر کے کام کاج میں ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ کو میں نے اپنی زندگی میں کسی سے جھگڑتے نہیں دیکھا بلکہ اونچی آواز سے بولتے بھی نہیں سنا۔

خدمتِ دین

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب نے قادیان سے جماعت کا اخبار الحکم جاری کیا تو اس سلسلے میں آپؓ نے حضرت صوفی شیخ مولا بخشؓ صاحب کو قادیان آنے کی دعوت دی۔ آپؓ بمعہ اہلِ خانہ قادیان تشریف لائے۔ اخبار کی اشاعت کا کام جب بڑھ گیا تو گھر کی عورتوں نے بھی ساتھ کام کرنا شروع کر دیا۔ دادا جان بیان کرتے ہیں کہ ہم سب رات کو اخبارات کو کاٹ کر الگ الگ کرتے تھے اور پوسٹ کے قابل بناتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدمتِ دین کے لئے وصیت کا جو بابرکت نظام جاری فرمایا آپ دونوں میاں بیوی نے باوجود مالی حالات کمزور ہونے کے اس بابرکت تحریک کے ابتدائی موصیان میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔

اہلِ خانہ سے محبت اور خدمت

والدہ صاحبہ نماز روزہ کی پابند، حد درجہ کی دعاؤں میں مصروف رہنے والی پانچ لڑکیوں اور تین لڑکوں کی ماں تھیں۔ والد صاحب کی ریٹائرمنٹ کے موقع پر اگرچہ 150 روپے سے زیادہ تنخواہ تھی مگر ہماری سکول لائف کی وجہ سے مالی مشکلات کا سامنا کرنا ہوتا تھا۔ جس روز والد صاحب کو تنخواہ ملتی تو گھر میں غیر معمولی چیز مثلاً آم یا مٹھائی لے آتے بچوں میں تقسیم کرتے۔ دونوں میاں بیوی تھوڑی دیر کے لئے بچوں کی خوشی میں شریک ہوتے مگر بعد میں حساب کتاب کرنے بیٹھتے تو غمگین ہوتے۔

والدہ صاحبہ کو بچوں کے پارچات بنانے اور دوسری ضروریاتِ زندگی پورا کرنے کا بہت خیال تھا۔ والد صاحب بہت دلاسا دیتے تھے۔ کبھی میں کالج سے آتا تو ان کے پاس بیٹھ جاتا اور حوصلہ دیتا کہ بے بے (امی) غم کرنے کا کیا فائدہ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں عسر اور یسر ہے بعض کو دولت دیتا ہے وہ اولاد کو ترستے ہیں اور بعض کو اولاد دیتا ہے مگر ان کے پاس پیسہ نہیں ہوتا۔ جب میں نوکر ہوں گا تو تمہارا بازو کہنیوں تک چاندی کے زیور سے بھر دوں گا۔ اس وقت آپ نے یہ کہنا کہ میں تو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں۔ خدا نے مجھے بچے دیے بس یہی میرا گہنا ہیں خدا انہیں سلامت رکھے۔ مجھے تمہارے بابا جی کو دیکھ کر بہت پریشانی ہوتی ہے ان کے پاس کپڑے بھی بہت سادہ ہیں۔ سردی میں ٹھنڈے کپڑوں میں جاتے ہیں۔ دن رات تمہارا فکر کرتے ہیں۔ میں نے پھر حوصلہ دینا کہ

گھبراؤ نہیں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا بس تم دعا کرتی رہو۔ اس پر مسکرا دیتی اور دعائیں دیتیں۔ والد صاحب کے لئے اور ہمارے لئے نام لے لے کر دعائیں کرتیں۔ مجھے پڑھائی کے سلسلہ میں جو وظیفہ ملا وہ سب سے پہلے والدہ صاحبہ کے ہاتھ پر لا کر رکھا تو انہوں نے بہت سی دعائیں دیں۔

پریشان کن خواب

آپ کی زندگی کے آخری سال میں زکام کی تکلیف مزید بڑھ گئی۔ سر میں حد درجہ کی کمزوری محسوس کرتی تھیں۔ والدہ صاحبہ نے ایک بار ایک خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ مجھے بیاہ کر کوئی لے جا رہا ہے۔ میں نے سرخ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور میں حیران ہوں کہ میری شادی تو پہلے ہی ہو چکی ہے پھر مجھے کیوں بیاہ کر لے جا رہے ہیں۔ دادا جان فرماتے ہیں کہ ان دنوں آپؓ نے بھی پریشان کن خواب دیکھے جن میں ایک کچھ اس طرح ہے کہ مکان کی چھت گر گئی ہے۔ شہتیر کا ایک سرا دیوار پر ہے اور دوسرا زمین پر۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت برکت بی بی صاحبہؓ کی وفات سے قبل آپؓ کو اور آپ کے اہلِ خانہ کو آنے والی پریشانی کی اطلاعات دیں۔

آخری بیماری اور وفات

دادا جان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سہ پہر کے وقت کالج سے آیا تو بہت بھوک لگی تھی۔ والدہ صاحبہ نے نماز عصر کی تیاری کی اور مصلّے پر بیٹھ کر نماز پڑھنے لگیں۔ میں نے دیکھا کہ التحیات میں دیر لگ رہی ہے۔ میں مصلّے پر آ کر بیٹھ گیا اور آپؓ کے قریب ہو کر کہا کہ بہت لمبی نماز ہے۔ مجھے بھوک لگی ہے کھانا چاہیے۔ وہ مسکرا پڑیں سلام پھیرا اور مجھے کہا کہ اسماعیل اس طرح نہ کیا کرو گناہ ہوتا ہے۔ نماز کے بعد انہوں نے مجھے کھانے کو کچھ دیا اور خود چھت پر چلی گئیں اور واپس آتے ہی بے اختیار اونچی آواز سے بولنا شروع کر دیا کہ میرا سر پھٹا جاتا ہے۔ خطرناک درد ہے دوائی لاؤ۔ والد صاحب کے آتے ہی انہوں نے بتایا کہ میری حالت خراب ہے ایسا خطرناک درد مجھے کبھی بھی نہیں ہوا۔ میں سمجھتی ہوں کہ میں اب نہیں بچ سکتی۔ میرے سر میں کلہاڑے چل رہے ہیں۔ میں اور والد صاحب حضرت حکیم محمد حسین قریشی صاحبؓ، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی طرف بھاگے۔ دوسرے دن مغرب کی نماز کے قریب آپؓ نے مجھے اور والد صاحب کو اپنے قریب بلایا کہ تم دونوں میرے پاس بیٹھ جاؤ اور میری بات سنو اور پھر پہلے مجھے نصیحت کی کہ دیکھو میرے بعد تم نے ان بچوں (اپنے بہن بھائیوں) کی ماں بننا ہے۔ ان کے ساتھ پیار سے پیش آنا پھر والد صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں کہ بچوں کے ساتھ تعلیم کے معاملے میں سختی نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ خود بخود کوئی انتظام کر دے گا۔ والد صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے دونوں کو حوصلہ دیا۔ رات بھر آپؓ نے تکلیف میں گذاری۔ والد صاحب اور میں دونوں خدمت کرتے رہے۔ آخر مجھے کہا کہ اسماعیل جاؤ جا کر سو جاؤ تم نے بڑی خدمت کی ہے۔ اللہ تمہاری عمر دراز کرے، برکت دے، کسی کے محتاج نہ ہو۔ نیک نصیبہ ہو۔ والد صاحب کو بھی کچھ دیر کے بعد کہا کہ آپ تھکے ہوئے ہیں آرام کریں۔ والد صاحب اور میں ابھی تھوڑی دیر بھی آرام نہ کرنے پائے تھے کہ انہوں نے پھر آواز دی۔ والد صاحب پاس گئے۔ نیم بے ہوشی میں بول رہی تھیں ''ٹبّر ٹبّر'' (غالبًا خاندان کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی تھیں) اور پھر بے ہوش ہو گئیں۔ مصیبت کی رات بڑی مشکل سے کٹی۔ صبح ہوتے ہی میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی طرف بھاگا۔ وہ پہلے بھی ایک بار دیکھ گئے تھے۔ وہ نہ ملے۔ پھر میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کو ملا۔ وہ دیکھنے آئے تو میری غیر حاضری میں وہ وفات پا چکی تھیں۔ آپ کی وفات 29 جنوری 1911ء کو لاہور میں ہوئی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ یوں آپ کی یہ خواہش کہ آپ اپنے شوہر کے ہاتھوں اس دنیا سے رخصت ہوں، پوری ہوئی۔

نمازِ جنازہ اور تدفین

انہیں دنوں میرے ساتھ حضرت مرزا سلطان محمود بیگ صاحبؓ آف پٹی ایف۔ اے میں پڑھا کرتے تھے جو عمر میں مجھ سے بہت بڑے تھے۔ والد صاحب سے انہیں عقیدت تھی اور ہمارے ساتھ خاص ہمدردی تھی۔ ہمیں اضطراب کی حالت میں دیکھ کر قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ حکیم نورالدینؓ صاحب کو اطلاع دینے پر تیار ہو گئے۔ آپؓ نے رات کے دو یا تین بجے قادیان پہنچ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے گھر کے دروازے پر دستک دی۔ حضورؓ نے دروازہ کھولا اور بے وقت آنے کا سبب پوچھا۔ جب بتایا کہ شیخ مولا بخش صاحب کی اہلیہ انتقال کر گئی ہیں تو آپؓ نے افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا کہ وہ بہت ہی صالحہ عورت تھیں۔ انہیں ہم خوب جانتے ہیں۔ انہیں لے آؤ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا والد صاحب سے بھی بہت محبت کا سلوک تھا۔ دوسرے روز حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ بھی لاہور پہنچ گئے اور صندوق تیار کیا گیا اور ایک مال گاڑی کے کمرہ میں رکھ کر انہیں قادیان پہنچایا گیا۔

آخر ہم رات کے وقت قادیان پہنچے اور دوسرے روز صبح کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حکیم نورالدین صاحبؓ نے خود نمازِ جنازہ باغ میں رکھ کر پڑھایا۔ اور والدہ صاحبہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خاندان کی قبروں کے احاطہ کے پائنتی کی طرف دفنایا گیا۔ آپ دونوں میاں بیوی کا وصیت نمبر 229 ہے۔ بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں آپ کی تدفین ہوئی۔ ان کے ساتھ والی قبروں میں حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ اور حضرت میاں کریم بخش صاحبؓ باورچی لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدفون تھے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ کے تاثرات

حضرت برکت بی بی صاحبہؓ، حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ کی چچی تھیں اور حضرت شیخ صاحبؓ کی والدہ کی وفات کے بعد آپ نے بچپن سے ہی ان کی دیکھ بھال کی۔ اس لحاظ سے آپ کا احسان مند ہوتے ہوئے حضرت عرفانی صاحبؓ نے آپکی وفات پر ''میری پیاری امّاں، میری جان اماں'' کے عنوان سے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

29 اور 30 جنوری 1911ء کی درمیانی شب کو ہوش رُبا خبر پہنچی کہ میری چچی صاحبہ نے 29 جنوری کو 11 بجے دن کے وفات پائی۔ مرحومہ میرے لئے شفیق ماں کی طرح مہربان تھیں۔ میں بچپن ہی میں آغوشِ مادر سے الگ ہو چکا تھا لیکن گزشتہ بائیس سال سے میں سمجھتا تھا کہ میری ماں زندہ ہے، پہلی ماں کی وفات تو مجھے خواب کی طرح یاد ہے مگر اب اس واقعے نے اسے پھر یاد دلا دیا۔

مرحومہ ایک نفس کش، غریب مزاج اور نہایت سادہ زندگی بسر کرنے والی تھی۔ باوجود کثرتِ اولاد کے پڑھنے پڑھانے کا شوق تھا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فضل و رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے دامنِ کرم میں جگہ دے۔ مرحومہ نے مقبرہ بہشتی میں خدا کے فضل سے جگہ پائی اور جگہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے قدموں میں۔ للہ الحمد۔

(اخبار الحکم جنوری 1911ء)

اولاد

آپؓ کو خدا تعالیٰ نے تین بیٹوں حضرت شیخ محمد مبارک اسماعیل صاحبؓ، جناب محمد اسحاق صاحب، جناب مسعود احمد رشید صاحب اور پانچ بیٹیوں مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ، مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ، مکرمہ کرامت بیگم صاحبہ، مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اور مکرمہ بشارت خاتون صاحبہ سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کی بدولت آپؓ کے بیٹوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ دادا جانؓ مرحوم نے بی۔ اے بی ٹی تک تعلیم حاصل کی اور تدریس کے شعبہ سے منسلک ہوتے ہوئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ملکی سطح پر تدریس کے علاوہ آپؓ کو نظارتِ تعلیم قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت مولوی سیّد محمد سرور شاہ صاحبؓ کے ساتھ بطور نائب کے کام کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ جناب مسعود احمد رشید صاحب انجینئر تھے۔ آپؓ کی بیٹی محترمہ بشارت خاتون صاحبہ احمدی خواتین میں سے پہلی خاتون تھیں جنہوں نے مختلف ملکی رسائل میں مضامین لکھنے کی ابتداء کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ (مکرمہ بشارت خاتون صاحبہ) کے نکاح کے موقع پر فرمایا:

''اس وقت میں جس نکاح کا خطبہ پڑھنے کھڑا ہوا ہوں اس سے مجھے ذاتی طور پر بھی خوشی ہے۔ سال کے قریب عرصہ ہوا میں نے عورتوں کے اخبار تہذیب النسواں لاہور میں ایک مضمون پڑھا جو کسی احمدی عورت کا لکھا ہوا معلوم ہوا۔ اس کے نیچے عورت کا نام نہ تھا، لیکن اس مضمون میں میرا حوالہ دیا گیا تھا۔ اس سے میں نے سمجھا کہ کسی احمدی عورت کا ہو گا اس کے بعد میں نے ایک اور مضمون اسی اخبار میں پڑھا جس میں میرے ایک مضمون کو اپنے الفاظ میں لکھا گیا تھا۔ اس سے مجھے اور خیال پیدا ہوا کہ مضمون لکھنے والی خاتون احمدی ہے۔ مردوں کے چونکہ اپنے اخبار ہیں اس لئے وہ ان میں مضامین لکھتے رہتے ہیں، لیکن عورتوں کے اخبار نہ ہونے کی وجہ سے یا ایک آدھ ہونے کی وجہ سے بہت کم عورتیں ہیں جو مضمون لکھتی ہیں۔ اس وجہ سے مجھے خوشی ہوئی کہ ایک احمدی عورت نے مضمون لکھنے شروع کیے ہیں۔ میں نے لاہور سے آنے والے کئی دوستوں سے پوچھا کہ تہذیب النسواں میں مضمون لکھنے والی کون احمدی عورت ہے مگر انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اب مجھے اس تقریب پر معلوم ہوا کہ وہ یہی احمدی عورت تھیں جن کا میں اب نکاح پڑھنے لگا ہوں''

(الفضل قادیان مورخہ 23۔اپریل 1926ء)

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت برکت بی بی صاحبہؓ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت برکت بی بی صاحبہؓ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپؓ کی نیکیوں کو آپ کی نسلوں میں ہمیشہ جاری فرمائے۔ آمین۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

انہیں مَیں جہنم میں ڈالوں گا۔

لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے بھیجنے کے نظام کو جاری کر کے انسانوں کو نیکیوں کے راستے بھی بتائے۔ ان کو اصلاح کے طریقے بھی بتائے۔ ان کو اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے ذریعہ بھی بتائے۔ یہ بھی واضح کیا کہ شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ وہ ہمدردی کے لبادہ میں تمہیں بہتری اور فائدے نہیں بلکہ برائی اور نقصان کی طرف بلا رہا ہے۔ اور جب وقت آئے گا کہ انسان کا حساب کتاب ہو تو بڑے آرام سے، بڑی ڈھٹائی سے کہہ دے گا کہ مَیں نے تمہیں برائی کی طرف، لالچ کی طرف، گناہوں کے کرنے کی طرف، اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف چلنے کی طرف بلایا تھا۔ لیکن تم تو عقل رکھنے والے انسان تھے۔ تم نے کیوں اپنی عقل استعمال نہیں کی۔ کیوں میری بدیوں کی آواز کو خدا تعالیٰ کی بھلائی اور نیکی کی آواز پر ترجیح دی۔ پس اب اپنے کئے کی سزا بھگتو۔ میرا اب تمہارے سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا مقصد تمہارے سے دشمنی کرنا تھا وہ مَیں نے کر لی۔ اب جہنم کی آگ میں جلو۔ پس اس طرح شیطان انسان سے دشمنی کرتا ہے۔

قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان کے حملوں اور اس کے حیلوں اور مکروں سے ہوشیار کیا ہے۔ اس آیت میں بھی جو میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے کہ شیطان ہمیشہ انسان کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ اس نے جب خدا کو کہا کہ مَیں اس کے دائیں بائیں آگے پیچھے سے حملہ کروں گا تو پھر اس نے بڑی مستقل مزاجی سے یہ حملے کرنے تھے اور کرتا ہے حتی کہ شیطان یہ بھی کہتا ہے کہ مَیں صراط مستقیم پر بیٹھ کر انسان پر حملے کروں گا۔ اب ایک شخص سمجھتا ہے کہ مَیں صراط مستقیم پر چل رہا ہوں تو میں شیطان کے حملے سے بچ گیا۔ لیکن یہ خیال ایسے شخص کی غلط فہمی ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا، جو ضالّین بنے، وہ بھی تو پہلے صراط مستقیم پر چلنے والے تھے۔ وہ بھی تو حضرت موسیٰ کو ماننے والے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے تھے لیکن گمراہی اور شرک میں مبتلا ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والے بن گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان جب ایمان لے آتا ہے تب بھی شیطان اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور اسے گمراہ کرتا ہے اور کئی لوگ اس کے دھوکے میں آ کے، شیطان کی باتوں میں آ کر گمراہ ہو جاتے ہیں حتی کہ مسلمان کہلانے والے بھی مرتد اور فاسق ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بہت بڑا خطرہ ہے جو شیطان کا خطرہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہی ہے جو انسان کو اس بڑے خطرے سے بچا سکتا ہے اور بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں مومنوں کو اس لفظ کے ساتھ تسلّی دی کہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے۔ اللہ تعالیٰ سننے والا ہے۔ پس اس کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ اور اس کو پکارو اور مستقل مزاجی سے اس کو پکارو۔ اس کے حضور مستقل دعائیں کرتے ہوئے جھکے رہو تو وہ خدا جو علیم بھی ہے اپنے بندوں کے حالات کو جانتا ہے، جب وہ دیکھے گا کہ میرا بندہ حقیقت میں خالص ہو کر مجھے پکار رہا ہے تو پھر خدا ایسے مومن کے دل میں ایسی ایمانی قوت پیدا کر دے گا جس سے وہ شیطان کے حملے سے محفوظ ہو جائے گا۔ نیکیوں کے معیار بلند سے بلند تر کرنے کی توفیق مل جائے گی اور برائیوں سے بچنے کی اس میں طاقت پیدا ہو جائے گی۔

(خطبہ جمعہ 11/ مارچ 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

جو باتیں خدا تعالیٰ نے کہہ دیں، اُن کو کہنے سے ڈرنا نہیں چاہئے) ’’اور کسی قسم کا خوف کرنا اہلِ حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرام کے طرزِ عمل پر نظر کرو۔ وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ اُن کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے، جبھی تو لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (المائدہ: 55) کے مصداق ہوئے‘‘۔ فرمایا ’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں‘‘۔ فرمایا ’’خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے‘‘۔ (کوئی نئی شریعت والی نبوت نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو منسوخ کر رہی ہو اور نئی کتاب لائے) ’’ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں‘‘۔ فرمایا ’’بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے؟‘‘۔

(ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ 447,446 مطبوعہ ربوہ)

پس فرمایا: یہ الہام تو دوسروں کو بھی ہو جاتے ہیں لیکن کثرت سے جو الہام ہوتے ہیں، کثرت سے اللہ تعالیٰ جو باتیں کرتا ہے تو یہی نبوت کا مقام ہے اور اس تعریف کی رو سے مَیں نبی ہوں۔ ورنہ الہام تو اوروں کو بھی ہو جاتے ہیں۔ پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کھلا اور واضح اعلان ہے اور یہ عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے اور مسیح موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر 4324)

پس جب مسیح موعود مانا ہے تو نبی بھی ماننا ضروری ہے۔ باقی رہی مخالفتیں، تو وہ الٰہی جماعتوں کی ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی اور یہی الٰہی جماعتوں کی نشانی ہے کہ اُن کی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ بڑے بڑے جابر سلطان اور اُن کے جتھے مقابل پر کھڑے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ترقی کرتی چلی جاتی ہے اور آخر ایک وقت ایسا آتا ہے جب یہ تمام جتھے ختم ہو جاتے ہیں، تمام طاقتیں اپنی موت آپ مر جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی غالب آتی ہے کہ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ: 22) کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ مَیں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے خلاف تدبیریں کرنے والے تمام متکبر خود اپنی ہی تدبیروں کے جال میں پھنس جائیں گے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے جتھے اور ہمارے اوپر ہمارے دنیاوی آقاؤں کی چھت ہمیں نبی اور اس کی جماعت کے خلاف تدبیروں میں کامیاب کر دے گی تو یہ اُن کی بھول ہے۔ آخری کامیابی یقینا الٰہی جماعتوں کی ہی ہوتی ہے۔ سازشوں اور جھوٹی سکیمیں بنانے میں چاہے جتنے بھی اُن کے ذہن تیز ہوں، وہ خدا تعالیٰ کی تدبیروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی مومنوں کو یہ کہہ کر تسلّی فرمائی ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اصولی فیصلہ اور عمل ہے کہ وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِهٖ (فاطر: 44) کہ گندی اور ناپاک تدبیریں تو ان تدبیر کرنے والوں کے علاوہ کسی کو گھیرے میں نہیں لیتیں۔ یعنی صرف وہی اُس کے گھیرے میں آ جاتے ہیں۔

بے شک خدا تعالیٰ کے دوسرے قانون کے تحت قربانیوں کا دور بھی چلتا ہے لیکن آخری کامیابی خدا والوں کو ہی ہوا کرتی ہے۔ نبی اور اس کی جماعت کو ہی ہوا کرتی ہے اور اس کے دشمن یقینا سزا کے مورد بنتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی سنت کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ یہ ایسی نہ تبدیل ہونے والی سنت ہے جس نے پہلے بھی دشمن کے بد انجام کے نمونے دکھائے اور آج بھی دشمن کے بد انجام کے نمونے دکھا رہی ہے اور دکھائے گی۔ اس کے بڑے نمونے تو خدا تعالیٰ اپنے وقت پر دکھائے گا جیسا کہ اس دوسری آیت میں ذکر ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ لیکن مومنوں کے ایمان کی مضبوطی کے لئے اللہ تعالیٰ مختلف وقت میں اِن تکبر کرنے والوں اور حق کے مخالفین کی تدبیروں اور کوششوں کی ناکامی کے چھوٹے چھوٹے نظارے دکھاتا رہتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 4/ مارچ 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مدثر ظفر

عظیم ہجرت

براعظم افریقہ وسیع وعریض جنگلات، میدانوں، دریاؤں، صحراؤں اور بلند و بالا پہاڑوں کی سرزمین ہے۔ افریقی ملک تنزانیہ میں دنیا کا سب سے بڑا میدان سیرینگیٹی (Serengeti) پایا جاتا ہے۔ گاؤ ہرن اور زیبرے لاکھوں کی تعداد میں یہاں گھاس پھوس چرنے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق 20 لاکھ گاؤ ہرن اور 50000 سے زائد زیبرے ایک ساتھ ہجرت کرتے ہیں۔

ان کی ہجرت کا مقصد تازہ گھاس اور پانی کا حصول ہے اور یہ ہمیشہ بارشوں کا پیچھا کرتے ہیں۔یعنی جہاں جہاں بارشیں برستی ہیں یہ جانور لاکھوں کی تعداد میں اس مقام کارخ کرتے ہیں۔

اس ہجرت کا مقصد خوراک کا حصول اور اپنی نسل کی بقاء ہے لیکن اس کے لیے ان جانوروں کو بہت مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ان کی اچھی خاصی تعداد گوشت خور شکاری جانوروں کا لقمہ بن جاتی ہے۔ چانچہ یہ ہجرت پر خطر اور صدموں سے بھرپور ہوتی ہے۔

تنزانیہ سے لیکر کینیا تک ہر سال یہ جانور بھاگتے رکتے چلتے 1000 کلومیٹر کا سفر طے کرتے ہیں اور اس سفر کے دوران یہ مختلف جنگلوں میدانوں اور دریاؤں سے گزرتے ہیں۔ تعداد میں لاکھوں ہونے کی وجہ سے شکاری جانوروں کے لیے بھی یہ نادر موقع ہوتا ہے جو ہر سال اس ہجرت کا بے صبری سے انتظار کرتے ہیں۔شیروں کا مخصوص علاقہ ہوتا ہے جس میں شیرنیاں گھات لگا کر آنے والے اپنے ان سالانہ مہمانوں کا استقبال کرتی ہیں۔

یہ جانور برسات کے مہینے میں کسی ایسے میدان میں اکٹھے ہوتے ہیں جہاں وافر چارہ اور پانی دستیاب ہوتا ہو یہیں لاکھوں کی تعداد میں مادہ گاؤ ہرن حاملہ ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ عمل ایک مخصوص سیزن میں ہوتا ہے اس لیے بچے بھی ایک ساتھ مخصوص سیزن میں پیدا ہوتے ہیں جن کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے۔

ہجرت کے دوران بچتے بچاتے یہ جانور تنزانیہ اور کینیا کی سرحد پر بہتے دریا مارا (Mara) پر پہنچتے ہیں جس کا بہاؤ کافی تیز ہوتا ہے اور کنارہ کافی ڈھلوان نما ہوتا ہے۔ اس دریا کو خونی دریا بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں سینکڑوں دریائے نیل کے مگرمچھ (Nile crocodile) پہلے سے ان کے انتظار میں گھات لگائے ہوتے ہیں۔

دریا کے دھانے پر پہنچ کر پہلا جانور ہمت کرکے پانی میں چھلانگ لگاتا ہے تو پھر سارا ریوڑ اس کی دیکھا دیکھی پانی میں کود پڑتا ہے۔ اتنی تعداد میں جانوروں کے کودنے سے جانور ایک دوسرے کے اوپر گرنے سے زخمی ہو جاتے ہیں۔ جو تیرتے ہیں ان میں سے کچھ مگرمچھوں کا نوالہ بن جاتے ہیں اور جو دریا عبور کرتے ہیں ان کے لیے آگے شیر ان کا امتحان لینے کے موجود ہوتے ہیں۔ ان سب خطروں کے برعکس اس قدر زیادہ تعداد میں یہ جانور کچھ ہی جانیں گنوا کر اپنی منزل مقصود کینیا کے میدانوں میں پہنچ جاتے ہیں۔

دریائے مارا میں ان کی لاشیں پھیل جاتی ہیں جن کو مگرمچھ کھاتے ہیں۔مگرمچھ اور گدھ ہزاروں کی تعداد میں ان جانوروں کو ٹھکانے لگاتے ہیں۔

جانور میدان میں اکٹھے ہوتے ہیں اور جو مادائیں حمل سے ہوتی ہیں وہ لاکھوں کی تعداد میں ایک ہفتے کے اندر بچے پیدا کر دیتی ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کم سے کم بچے شکاری جانوروں کے ہاتھ لگتے ہیں۔ چنانچہ ان کی تعداد میں بے تحاشا اضافہ ہوتا ہے۔

یہ جانور کچھ مہینے اسی میدان میں رہتے ہیں۔ جب تک بچے مکمل طور پر خود کفیل نہ ہو جائیں۔ پھر دوبارہ سے ان کی ہجرت تنزانیہ سیرینگیٹی کی طرف ہوتی ہے جہاں سے ان جانوروں نے ہجرت کا آغاز کیا تھا۔

یہ عظیم ہجرت ہزاروں سالوں سے ایسے ہی جاری ہے اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اپنی نسل کو بڑھانے، خود اپنی خوراک کے حصول اور گوشت خور جانوروں کو خوراک کی فراہمی کے لیے خالق کائنات نے ان جانوروں کا معمول ایسا بنا دیا ہے کہ صدیوں سے نسل در نسل یہ بقاء وفنا کا کھیل جاری و ساری ہے۔

بقیہ: رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ (القرآن)...... از صفحہ 3

ظلم کے متعلق تو یہ اعلان کر دیا: ’’وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ۔‘‘ (ق:30)

اور اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا۔ تو اس سے انسان کی تسلی ہو گئی۔

پھر فرمایا:

’’فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا کُفۡرَانَ لِسَعۡیِہٖ ۚ وَاِنَّا لَہٗ کٰتِبُوۡنَ‘‘ (الانبیاء: 95)

کہ جو ایمان لائے گا اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرے گا اور عمل صالح بجا لائے گا نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ تو ’’فَلَا کُفۡرَانَ لِسَعۡیِہٖ‘‘ اس کی کوشش اور اس کے عمل بوجہ انسان ہونے کے اگر ناقص رہ جائیں گے تب بھی ردّ نہیں کئے جائیں گے۔ فَلَا کُفۡرَانَ لِسَعۡیِہٖ میں یہ نہیں فرمایا کہ تمہاری سعی قابلِ قبول ہو گی ردّ نہیں کی جائے گی بلکہ فرمایا کہ جو شخص اعمال صالحہ بجالائے گا اور وہ مومن ہو گا اور ایمان کے جُملہ تقاضوں کو پورا کرے گا تو ’’فَلَا کُفۡرَانَ لِسَعۡیِہٖ‘‘ اس کو ہم یہ تسلی دیتے ہیں کہ بشری کمزوری کے نتیجہ میں اگر اس کے اعمال میں کوئی کمی اور نقص رہ جائے گا تب بھی اس کے اعمال ردّ نہیں کئے جائیں گے۔ وہ قبول کر لئے جائیں گے۔ اب یہ کتنا بڑا وعدہ ہے جو فَلَا یَخَافُ بَخۡسًا میں انسان کو دیا گیا ہے۔

پھر فرمایا:

وَاَمَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَہٗ جَزَآءَ ۨ الۡحُسۡنٰی

(الکھف: 89)

یعنی جو ایمان لایا اور مناسب حال اعمال بجا لایا اُسے بہترین جزاء دی جائے گی۔ کسی جگہ فرمایا عَشۡرُ اَمۡثَالِہَا دس گناہ زیادہ دی جائے گی۔ اس طرح پھر ظلم کا تو کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔ رحمت ہی رحمت ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہی ہے۔ انسان کا تھوڑا سا عمل ہوتا ہے اور اُسے بہت بڑی جزاء مل جاتی ہے۔‘‘

(خطبات ناصر جلد سوم صفحہ 497-499)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الۡاَرۡضِ وَرَبَّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیمِ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیۡءٍ فَالِقَ الۡحَبِّ وَالنَّوَی وَمُنۡزِلَ التَّوۡرَاۃِ وَالۡإِنۡجِیلِ وَالۡفُرۡقَانِ أَعُوذُ بِكَ مِنۡ شَرِّ کُلِّ شَیۡءٍ أَنۡتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِہِ ۔ اَللّٰھُمَّ أَنۡتَ الۡاَوَّلُ فَلَیۡسَ قَبۡلَكَ شَیۡءٌ وَأَنۡتَ الۡآخِرُ فَلَیۡسَ بَعۡدَكَ شَیۡءٌ وَأَنۡتَ الظَّاھِرُ فَلَیۡسَ فَوۡقَكَ شَیۡءٌ وَأَنۡتَ الۡبَاطِنُ فَلَیۡسَ دُونَكَ شَیۡءٌ اقۡضِ عَنَّا الدَّیۡنَ وَأَغۡنِنَا مِنَ الۡفَقۡرِ

(مسلم کِتَابُ الذِّکۡرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوۡبَةِ وَالِاسۡتِغۡفَارِ بَابُ الدُّعَاءِ عِنۡدَ النَّوۡمِ حدیث:٦٨٨٩)

ترجمہ: اے اللہ! اے آسمانوں کے رب اور زمین کے رب اور عرش عظیم کے رب، اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب، دانے اور گٹھلیوں کو چیر (کر پودے اور درخت اگا) دینے والے! تورات، انجیل اور فرقان کو نازل کرنے والے! میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے، اے اللہ! تو ہی اول ہے، تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں، اے اللہ! تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کوئی شے نہیں ہے، تو ہی ظاہر ہے، تیرے اوپر کوئی شے نہیں ہے، تو ہی باطل ہے، تجھ سے پیچھے کوئی شے نہیں ہے، ہماری طرف سے (ہمارا) قرض ادا کر اور ہمیں فقر سے غنا عطا فرما۔

یہ سید ومولیٰ رسول مقدس الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی قرض سے نجات کی دعا ہے۔

حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے بے چینیوں اور پریشانیوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ وہ تنگدست، مقروض کو وصولی میں سہولت دے یا قرض میں سے کچھ حصہ معاف کر دے۔ (مسلم کتاب المساقات)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو لین دین، قرض اور دوسری ذمہ داریوں کے ادا کرنے میں بہت اچھا ہے۔

(ابنِ ماجہ ابواب الصدقات)

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: مرزا عمر احمد مبلغ انچارج مونسراڈو کاؤنٹی لائبیریا

جلسہ مصلح موعود مونسراڈو کاؤنٹی لائبیریا

مونسراڈو کاؤنٹی لائبیریا کو مورخہ 21فروری 2021ء بروز اتوار بیت المجیب میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کرنے کی توفیق حاصل ہوئی جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ الحمد للہ۔ جلسہ مصلح موعود ''مونرویہ'' جماعت میں ہوا جو کہ لائبیریا کا دارالحکومت ہے جس میں خدام، لجنہ، انصار، اطفال اور ناصرات سے کل 60 افراد نے شرکت کی۔

جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور بعد ازاں اردو نظم سے ہوا۔ تعارف پیشگوئی مصلح موعود مکرم حافظ سانبولا صاحب نے پیش کیا جس کے بعد مکرم منصور احمد ناصر صاحب پرنسپل شاہ تاج احمدیہ سکول نے حضرت مصلح موعود کے کامیاب دور خلافت کے موضوع پر تقریر کی۔ تقریر کے معاًبعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارک پر مبنی انگریزی زبان میں ایک دلچسپ ڈاکومینٹری دکھائی گئی۔

آخر پر محترم مکرم نوید احمد عادل صاحب امیر و مشنری انچارج لائبیریا نے یوم مصلح موعود کی اہمیت کے متعلق خطاب فرمایا اور تمام ذیلی تنظیموں کو ہدایت ارشاد فرمائی کہ وہ تمام ملک میں اپنی اپنی سطح پر جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کریں۔

اختتامی تقریر کے بعد احباب جماعت نے باجماعت نماز ظہر و عصر ادا کی۔ جسکے بعد کھانا تقسیم کیا گیا اور جلسہ یوم مصلح موعود مونسراڈو کاؤنٹی باحسن طریق پر اختتام پذیر ہوا۔

امیر صاحب کی ہدایت پر تمام ملک میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کا بڑے پیمانے پر آغاز ہوا۔ جس کی تعمیل میں مونسراڈو کاؤنٹی کی دیہاتی

جماعت ''بے بے ما'' میں بھی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں انصار خدام اطفال اور لجنہ نے بھرپور شرکت کی اور بعد از پروگرام تمام احباب جماعت نے اپنے پیارے آقا کو دعائیہ خطوط لکھ کر اس جلسہ کا لطف اور بھی دوبالا کر دیا الحمد للہ علی ذالک

یاد رہے کہ لائبیریا مغربی افریقہ کا ایک ملک ہے جہاں کی آبادی لگ بھگ تین میلین افراد پر مشتمل ہے جنکی اکثریت عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس ملک میں پندرہ کاؤنٹیز ہیں اور لائبیریا کا کیپیٹل مونرویہ بھی اسی کاؤنٹی میں آتا ہے۔ اس ملک کی زبان انگلش ہے۔ خدا تعالیٰ اس ملک کو احمدیت کے نور سے منور کرے اور خلافت کے سچے شیدائی اس ملک سے پیدا ہوں۔

رپورٹ اعجاز احمد ریجنل مبلغ

برکینا فاسو کے ریجن بانفورا میں تقریب آمین کا بابرکت انعقاد

قرآن مجید سے عشق جماعت احمدیہ کے ہر فرد کی زندگی کا حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جماعت اجتماعی طور پر اور افراد اپنے طور پر قرآن مجید سیکھنے کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ قرآن مجید سیکھنے میں نہ صرف بچے بلکہ ہر عمر کے افراد کا جذبہ ایمانی قابل رشک ہے۔ جماعت احمدیہ میں ہزاروں ایسی مثالیں ہیں کہ بڑی عمر کے ان پڑھ لوگوں نے بھی نہ صرف قرآن مجید پڑھنا سیکھا بلکہ قرآن مجید سے عشق کی حد تک تعلق کو نبھاتے بھی رہے۔

برکینا فاسو مغربی افریقہ کا ملک ہے۔ اس ملک میں احمدی ہونے والے افراد ہر عمر سے تعلق رکھتے ہیں اور مختلف مذاہب سے نکل کر جماعت کا حصہ بن رہے ہیں۔ ان نومبائعین کو نماز اور قرآن مجید سکھانا ایک بنیادی ضرورت ہے۔ تاہم خاص طور پر بڑی عمر کے افراد اور ان پڑھ افراد کو قرآن مجید سکھانا محنت طلب کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس اہم ذمہ داری کی طرف مبلغین اور معلمین بھرپور توجہ سے راغب اور کوشاں ہیں۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کے ارشاد گرامی ''خیرکم من تعلم القرآن و علمہ'' کی تکمیل میں احباب جماعت کو قرآن شریف پڑھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس سلسلے میں لوکل مشنری اور معلمین نے قرآن شریف کی کلاسز لگا کر لوگوں کو قرآن شریف پڑھایا۔ جب ایک تعداد نے قرآن مجید ناظرہ کا دور مکمل کر لیا تو ان کی حوصلہ افزائی کے لئے آمین کی بابرکت تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تقریب کا انعقاد مورخہ 6 مارچ 2021ء کو بانفورا ریجنل ہیڈ کوارٹرز میں ہوا۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم امیر صاحب برکینا فاسو تھے۔ آپ نے ہر ایک سے قرآن شریف سنا اور حوصلہ افزائی کے لئے ان میں اسناد تقسیم کیں۔ اسی طرح ہر ایک کو قرآن مجید تحفۃً دیا گیا۔

اس تقریب میں کل 31افراد کی تقریب آمین ہوئی۔ ان میں 11 اطفال، 9 خدام، 7 انصار، 3 ناصرات، 1 لجنہ شامل تھیں۔

تقریب کے اختتام پر مکرم و محترم امیر صاحب برکینا فاسو نے خطاب کیا اور لوگوں کو قرآن شریف پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا۔

طلوع و غروب آفتاب

31 مارچ 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:58	18:35
مدینہ منورہ	04:56	18:37
قادیان	04:56	18:47
ربوہ	04:36	18:27
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:11	19:35